خواتین پر تشدد: اسلامی اور قانونی نقطہ نظر

رخسانہ نوید*

مستفیض احمد علوی**

Abstract:

Violence Against Women:Islamic and Legal Perspective

In social context violence may be defined as the illegal employment of methods of physical coercion for personal or group ends. It must be distinguished from force or power, which is purely physical concept having direction and intensity. Violence again women, is an inherent social problem which every women is likely to face, whether she lives in a developing country or among a developed nation. The form and nature may however vary in both the cases from time to time. Violence in Pakistani society as well, is an open secret now. In general, the women are not only deprived of their basic rights but also they are humiliated to the extent, that is against honour, dignity and gender identity. Islam, ensuring human dignity and equal opportunity for both the genders, eradicates this social evil through taming the animal self of human being. An Islamic society is believed to evolve and impose laws to safeguard morals and ethics, ensuring protection of women folk against any act of lawlessness and violence. The major cause of all these social evils is the ignorance of understanding of the basic teachings of Islam.

Keywords: Violence against women, Social issue, Rights, dignity and respect for women, Islamic injuntions

خواتین پر تشدد ایک عالمگیر مسئلہ بن چکا ہے۔ تمام مہذب اور غیر مہذب معاشروں میں اس کی جھلک نمایاں ہے۔ جو روزمرہ سماجی زندگی میں کسی نہ کسی صورت میں نظر آتی رہتی ہے۔ جس کا مقصد خواتین کو قابو رکھنا اور ان پر حاوی ہونا ہے۔ جس کے مظاہر میں مار پیٹ، بے عزتی، سزا اور تذلیل یا اذیت جیسے ناپسندیدہ عوامل شامل ہیں۔ تشدد کا لفظ عربی زبان شدۃ سے نکلا ہے جس کے معانی ہیں سختی، مضبوطی، قوت کے ہیں۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿**فَشُدُّوا الْوَثَاقَ**﴾[1] (اور ان کو مضبوطی سے قید کرلو۔) اسی طرح، دوسری جگہ آتا ہے: ﴿**وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً**﴾[2] (وہ ان سے قوت میں زیادہ تھے۔)

علامہ راغب اصفہانی اور ابن منظور لکھتے ہیں کہ تشدد "شدد (ش۔د۔د) سے ماخوذ ہے۔ اس کے ایک معنی سختی، زیادتی کے ہیں؛ زور اور کثرت کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ اس اعتبار سے تشدد کے معنی ہوئے زبردستی اور سختی کرنا، یا جبر اور زیادتی کرنا[3]

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسلام آباد ماڈل کالج برائے طالبات، ایف۔ایٹ۔ون، اسلام آباد

** ڈائریکٹر، فیکلٹی آف آرٹس اینڈ سوشل سائنسز، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

خواتین پر تشدد کے لیے عربی زبان کی اصطلاح "العنف" ہے جو نرمی اور الفات کی ضد کا مفہوم رکھتی ہے۔[4] یہ لفظ قرآن حکیم میں تو مذکور نہیں تاہم حدیث مبارکہ میں آتا ہے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ» إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَالَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ))[5]

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ ؓ بے شک اللہ رفیق ہے؛ نرمی کو پسند کرتا ہے، اور نرم رویے پر جو کچھ وہ عطا کرتا ہے وہ سخت رویے پر عطا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور رویے پر۔)

انگریزی زبان میں ایک خاص ترکیب خواتین پر تشدد کے حوالے سے مستعمل ہے: against women Violence، "وائیلینس" کے مترادفات میں Aggression Intensity, Seizing یا Holding by force کے الفاظ شامل ہیں۔ ان الفاظ کے معانی بالترتیب: شدت، جارحیت، زبردستی گرفت میں لینا اور قوت سے قبضے میں رکھنا کے ہیں۔ آکسفورڈ ایڈوانس ڈکشنری Oxford Dictionary میں Violence کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ ایسا پُر تشدد برتاؤ جو کسی کو تکلیف پہنچائے یا مار دینے کی نیت سے کیا جائے۔[6]

گویا، وہ جسمانی قوت، جو دوسرے فریق کو چوٹ لگانے، نقصان پہنچانے یا تباہ کر دینے کے لئے استعمال کی جائے، تشدد کہلاتی ہے۔ انسانوں کے خلاف تشدد سے مراد طاقت کا ایسا زبردست استعمال کرنا جو دوسرے کو زخمی کر دے یا اذیت دے اور یہ فعل دانستہ کیا جائے جس سے مقصود مدمقابل کو شدید نقصان اور تکلیف پہنچانا ہو۔

انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز (Encyclopedia of Social Sciences) نے Violence کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے:

> In social content violence may be defined roughly as the illegal employment of methods of physical coercion for personal or group ends It must be distinguished from force or power, which is purely physical concept having direction and intensity.[7]

(معاشرتی پیرائے میں تشدد کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ: ذاتی یا اجتماعی مقاصد کے حصول کے لئے جسمانی زبردستی کے طریقوں کا غیر قانونی استعمال کرنا۔ اس تشدد کو عام قوت اور طاقت کے استعمال سے الگ سمجھنا چاہیے جس کا مفہوم خالصتاً مادی ہوتا ہے اور اس کی خاص سمت اور شدت ہوتی ہے۔)

گویا، تشدد جارحیت کی ایک شدید قسم ہے۔ یہ طاقت کا ایسا استعمال ہے جو دوسرے کو زخمی کر دے یا کم از کم حملہ آور کا ارادہ مد مقابل کو شدید نقصان پہنچانے کا ہو یا دانستہ طور پر دوسرے کو تکلیف دینا ہو۔ ایسی قوت کو بھی تشدد کہا جاتا ہے جو کسی ہدف کو تباہ و برباد کرنے کے لئے لگائی جائے خواہ اسے حقیقی خطرہ ہو یا نہ ہو۔ طاقت کا یہ اندھا دھند استعمال، کسی فرد کے ہاتھوں ہو یا اداروں کی جانب سے ہو تشدد کہلاتا ہے۔

عالمی ادارہ صحت World Health Organization نے تشدد کی تعریف کی ہے کہ:

> The intentional use of physical force or power, threatened or actual, against oneself, another person, or against a group or community, that either result in or has a high likelihood of resulting in injury, death, psychological harm maldevelopment, or deprivation.[8]

(جسمانی قوت کا اور طاقت کا ایسا دانستہ استعمال جو اپنے، کسی دوسرے شخص کے یا ایک گروہ کے خلاف ہو جس کا ممکنہ نتیجہ زخم، موت یا نفسیاتی نقصان کی صورت میں ہو۔)

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے، دسمبر ء میں ایک قانون پاس کیا، جس میں خواتین پر تشدد کی تعریف بڑے واضح انداز میں، یوں کی گئی:

> Any act of gender based violence that results in or is likely to result in physical , sexual or mental harm or suffering to women, including threats of such acts, coercion or arbitrary deprivation of liberty whether occurring in public or in private life.[9]

(کسی عورت کو جنسی تفریق کی بنیاد پر تشدد کا ایسا نشانہ بنانا جس کے نتیجے میں اسے جسمانی، جنسی اور نفسانی اذیت پہنچی ہو یا پہنچنے کا امکان ہو۔ اس میں ایسے عمل کی دھمکی، جبر یا آزادی سے زبردستی محرومی (خواہ وہ گھر کے اندر نجی اور گھریلو زندگی میں ہو یا ہر عمومی زندگی میں) شامل ہیں۔)

خواتین پر تشدد کی صورتیں:

خواتین پر تشدد کی مختلف اقسام ہو سکتی ہیں۔ یہ جسمانی (Physical)، جذباتی (Emotional)، نفسیاتی (Psychological)، سماجی (Cultural)، معاشی (Financial) اور جنسی (Sexual) بھی ہو سکتا ہے۔

جسمانی ضرب لگانے پر مبنی ایسا کردار جو طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے یا اپنی بات منوانے کے لیے کیا جائے جسمانی تشدد (Physical Violence) کہلاتا ہے۔[10] عورتوں کے خلاف جسمانی تشدد کی ایک صورت اُس وقت

سامنے آتی ہے جب اسے بنیادی ضروریات سے محروم کر دیا جائے جیسے گھر، خوراک، پانی، لباس وغیرہ جن کا اثر براہ راست جسم پر ہوتا ہے۔

اگر کسی کو ڈرایا دھمکایا جائے، اس سے معلومات چھپائی جائے یا اسے ایسا کردار ادا کرنے پر مجبور کیا جائے جس سے اسے خفت اور ندامت کا سامنا کرنا پڑے جذباتی تشدد (Emotional Violence) میں شامل ہے۔ کسی خاتون کو دوستوں اور گھر والوں سے الگ کر دینا اور بنیادی وسائل تک رسائی نہ ہونے دینا بھی جذباتی تشدد کی مثال ہے۔

متاثرہ بچی، جو ایک مقامی اسکول کی طالبہ ہے، نے پہلی انفارمیشن رپورٹ (ایف آئی آر) تھانہ بالاکوٹ میں درج کروائی تھی کہ وہ تقریباً تین ماہ قبل بالاکوٹ میں اسکول جارہی تھی کہ اسے مقامی گیسٹ ہاؤس کے مالک، محمد سجاد اور اس کے ساتھی محمد عابد نے اغوا کیا اور دونوں نے اس کے ساتھ جنسی زیادتی کی ہے۔ اور انہوں نے میری ویڈیو بنائی اور دھمکی دی کہ اگر میں پولیس اور اپنے والدین کو اس واقعے سے آگاہ کیا تو وہ مجھے جان سے مار دیں گے اور ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل کر دیں گے۔[11]

نفسیاتی تشدد (Psychological Violence) میں ہر وہ عمل شامل ہے جس سے انسان ذہنی اذیت خوف یا انتشار کا شکار ہو جائے مثلاً عورتوں سے بدکلامی کرنا، بے عزت کرنا، دھتکارنا، بیٹے بیٹیوں میں فرق کرنا جس سے اسے اپنی کم مائیگی کا احساس ہو۔

اسی طرح سے کام کی جگہوں پر ہراسگی، شادی شدہ عورتوں کو جائیداد یا حق ملکیت سے محروم کرنا، دھمکانا، شوہر کی طرف سے گھر سے نکال دینے، طلاق دینے، بچے چھین لینے کی دھمکی یا خوف، مسلسل اذیت دینا وغیرہ شامل ہے۔

> Customs are preferred over religion when it comes to giving women their due share in inherited land. In Punjab people say they follow Islam, but according to their customs land is not given to the women. They have created an environment where women now say they don't even Want their share.[12]

جب عورت کو جائیداد میں حصہ دینے کی بات آتی ہے تو پھر مذہب پر ثقافتی رسم و رواج کو اہمیت دی جاتی ہے۔ پنجاب میں لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام کے اصولوں کی پیروی کرتے ہیں مگر ان کی روایات کے مطابق عورت کو جائیداد میں کچھ نہیں دیا جاتا۔ اس طرح کا طرزِ عمل بن گیا ہے کہ عورت خود ہی اپنا حق لینے سے انکار کر دیتی ہے۔

عموماًلوگ بیٹی کے حق وراثت کے قائل نہیں اور جو کچھ لوگ قائل بھی ہیں۔ عملی طور پر جائیداد عورت کو نہیں دیتے۔ اس صورت حال میں بہنیں اپنا حق وراثت بھائیوں کو ہی دے دیتی ہیں تا کہ بھائیوں سے تعلقات کشیدہ نہ ہوں اور وہ ان سے ناراض نہ ہوں۔

سماجی تشدد (Cultural Violence) کی کئی ایک صورتیں ہیں مثلاً جبری لاتعلقی یا سماجی تعلقات پر سخت پابندی، دوستوں یا رشتہ داروں سے ملاقات کی نگرانی کرنا کہ کس سے ملتی جلتی ہے، کیا پڑھتی ہے، کہاں جاتی ہے وغیرہ وغیرہ جیسے اعمال وافعال جس سے بیوی کی سماجی / معاشرتی زندگی کو محدود کر دیا جائے یا مسدود کر دیا جائے۔

اگر خاتون کے معاشی ذرائع پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا جائے، بار بار مزید رقم مانگنے پر مجبور کیا جائے یا اسے اپنی ضروریات کے لیے، مرد کی منت سماجت کرنی پڑے تو یہ معاشی تشدد (Financial Abuse) کہلاتا ہے۔

اسی طرح جب بیوی کی کسی آمدن پر اسے کوئی اختیار حاصل نہ ہو، زمین وجائیداد میں بھی حصہ نہ ملے اور زندہ رہنے کے لیے کسی مرد کا محتاج بننا پڑے تو عورت کا یہ معاشی استحصال بھی تشدد کے زمرے میں آتا ہے۔

خواتین کے ساتھ، کسی قانونی راستے کے بغیر اور جبر واکراہ جنسی تعلق قائم کرنا یا ایسی کوشش کرنا جنسی تشدد (Sexual Violence) کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے افراد کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے کی کوشش کرنا جو اس نوعیت کو سمجھنے سے قاصر ہوں مثلاً کم عمر یا پختہ، ذہنی مریض نشے کا مریض یا
بے ہوش فرد وغیرہ، جنسی عمل میں انتہائی جارحانہ انداز اختیار کرنا بھی جنسی تشدد کی مثال ہے۔

عورتوں پر تشدد کے اسباب

تشدد سے آزاد زندگی تمام انسانوں کا لازمی حق ہے، امن ہو یا تصادم لاکھوں خواتین اور لڑکیاں تشدد سے دوچار ہیں۔ کہیں وہ ریاستی قوانین کی وجہ سے ظلم کا شکار ہیں تو کہیں معاشرے میں صنف نازک ہونے کے ناطے ستم ظریفیوں کا شکار ہیں۔ یوں تو معاشرے کا کوئی بھی فرد اس سے متاثر ہو سکتا ہے مگر خواتین صنف نازک ہونے کے ناطے زیادہ متاثر ہوتی ہیں کہ وہ معاشرے کا کمزور حصہ ہیں اور آسانی سے تشدد کا شکار ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح خواتین کی ناخواندگی، غربت اور اپنے حقوق سے ناواقفیت، ان کے تشدد سہنے کے اسباب ہیں۔ معاشرے میں حقوق انسانی کا عدم احترام اور مردوں کی برتری کا جارحانہ اظہار بھی خواتین پر تشدد کئے جانے کے عمومی اسباب ہیں۔ علاوہ ازیں مذہبی عقائد کی غلط تشریح، سماجی قدریں اور رسم ورواج بھی خواتین پر ظلم وتشدد کا باعث بنتی ہیں۔

بغور مطالعہ کیا جائے تو خواتین پر تشدد کی درج ذیل عمومی وجوہات سامنے آتی ہیں:

- خواتین اور مردوں کا معاشرے میں جو کردار متعین کیا گیا ہے اس میں بھی ایک جنس کو دوسرے پر فوقیت دینے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ لہٰذا، معاشرے میں عورت کو کمتر تصور کیا جاتا ہے، اور اس پر تشدد جائز مانا جاتا ہے۔
- خاندانی رسم ورواج اور روایات کو ہر معاملے میں، افراد کی رائے پر ترجیح حاصل ہے اگر عورت کسی ایسی رسم سے اختلاف کرتی ہے تو اس کو طاقت سے منوایا جاتا ہے۔
- عورت کی شکل وصورت بھی دو متضاد صورتوں میں اس کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اچھی صورت ہونا اور کبھی اچھی نہ ہونا اس پر طرح طرح کے تشدد کا باعث بنتا ہے۔
- اسی طرح وہ کبھی اپنی نادانی اور کم عقلی کی بنا پر اور کبھی ذہین اور چالاک ہونے کی سزا کے طور پر تشدد سہنا پڑتا ہے۔
- کم عمری کی شادیاں، مجبوری کے رشتے اور عدم کفو پر جوڑے بنانا بھی عورت کی تقدیر میں، فریق ثانی کی طرف سے تشدد کو شامل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ:

17 اکتوبر 2019ء کو تحصیل پہاڑپور کے علاقہ جھوک عمرے والی میں پنچائیت نے 4 سالہ معصوم بچی کو ظالمانہ رسم ونی کی بھینٹ چڑھا دیا۔ معصوم بچی کا نکاح 22 سالہ نوجوان کے ساتھ کر دیا..... ملزمان نے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کے گناہ کے بدلے اپنی کمسن 4 سالہ بیٹی دعا ایمان کا نکاح 22 سالہ نوجوان سعید ولد حیدر سے کر دے۔ ملزمان نے زبردستی میری بیٹی کا نکاح سعید سے پڑھایا اور مجھے کسی کے سامنے زبان کھولنے پر جان سے مارنے سمیت سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں۔[13]

عام طور پر پسماندہ طبقے کی خواتین اس قسم کے تشدد کا زیادہ شکار ہوتی ہے۔ ان عورتوں کو آئے دن طلاق کی دھمکی دی جاتی ہے جس سے وہ اور خوف زدہ ہو کر سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ ان تمام حالات کا اثر عورت کی آنے والی نسلوں پر بھی مسلسل ہوتا ہے۔ ان کو تعلیم اور دیگر حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے کہ کہیں وہ بھی سرکش نہ ہو جائیں۔ جب کہ وہ اس سماجی تشدد کی ایسی حالت میں مختلف قسم کی ذہنی بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔

عورتوں پر تشدد ہمارے معاشرے کی ایک ایسی سچائی ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ عورت پر تشدد کا اظہار اس کی پیدائش پر غم وغصے کی صورت میں کیا جاتا ہے اور اسے بدنصیبی کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ جس کا نقشہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ﴾[14]

ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرا سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے، اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ اس کو ذلت کے ساتھ لئے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبائے۔

۲ دسمبر کو بہاولپور کے علاقے جناح کالونی میں ایک شخص نے لڑکی پیدا کرنے پر اپنی بیوی پر تیزاب پھینک دیا جس کے نتیجے میں وہ بری طرح جھلس گئی۔ ۲۲ سالہ خاتون کا کہنا تھا کہ اس کا خاوند جانتا تھا کہ وہ لڑکی کو جنم دینے والی تھی۔ وہ اسے سر عام زدوکوب کرتا اور گالیاں دیتا۔ جب اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو وہ نومود بچی کو اپنے ساتھ لے گیا اور اسے نہر میں پھینک دیا جب وہ خالی ہاتھ گھر واپس آیا اور اس کی بیوی نے احتجاج کیا تو اس نے تیزاب سے بھرا جگ اس پر انڈیل دیا جس کے نتیجے میں وہ بری طرح جھلس گئی۔[15]

نکاح ایک ایسا سماجی معاہدہ ہے جو دو عاقل بالغ افراد کے درمیان طے پاتا ہے اور وہ اسے برضا و رغبت قبول کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے معاشرے میں اس کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً: 8 اکتوبر 2019ء کو تھانہ چمکنی کے علاقہ جھگڑا میں گھر سے بھاگ کر شادی کرنے والے جوڑے کو غیرت کے نام پر قتل کر کے نعشیں دریائے باڑہ میں پھینک دی گئیں۔ پولیس نے نعشیں قبضے میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لیے مردہ خانہ منتقل کر دیں، مقتولین کو چند روز قبل اپنے خاندان والوں نے صلح کے بہانے گھر واپس بلا لیا تھا اور اتوار کے روز دونوں کی قتل شدہ نعشیں برآمد ہو گئیں۔[16]

قبائلی اور دیہاتی آبادی میں نابالغ بچیوں کا نکاح بالکل فاسد اغراض اور وقتی مصلحتوں کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ کم عمری میں بچیوں کی بے جوڑ شادیاں کی جاتی ہیں حتیٰ کہ بسا اوقات نوزائیدہ بچی کو بھی کسی کے نکاح میں دے دیا جاتا ہے عموماً ایسی شادیاں غیر کفو میں ہوئی ہیں اور اسلام کے دیئے گئے حق خیار بلوغ سے لاعلمی کی وجہ سے نہ صرف یہ رسوم بچیوں پر ظلم کی وجہ بن رہی بلکہ اسلامی معاشروں کی بھی منفی تصویر دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہیں۔[17]

معاشرے میں عورت کو اپنے حقوق کے سلسلے میں جو پریشانیاں لاحق ہیں، اس کا بنیادی سبب زیادہ تر رسم و رواج اور سماجی ناہمواری ہے تعلیم کی کمی اور حقوق نسواں سے لاعلمی بھی عورت کے حقوق کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ بچیوں کی تعلیم و تربیت پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی بلکہ کئی علاقے تو ایسے ہیں جہاں لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بچی کو تعلیم دی تو وہ خود سر اور باغی ہو جائے گی۔ پھر معاشرتی حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ آئے دن کوئی نہ کوئی تشدد کا واقعہ پیش آجاتا ہے اور والدین ان حالات میں ڈر کر بھی بچیوں کو تعلیم کے لیے باہر نہیں بھیجتے۔

ہیومن رائٹس واچ کی تحقیق کے مطابق:

"Over 5 million primary school-age children in

Pakistan are out of school, most of them girls."[18]

پاکستان میں 5 لاکھ سے زیادہ پرائمری اسکول کی عمر کے بچے اسکولوں سے باہر ہیں، جن میں زیادہ تر لڑکیاں ہیں۔

ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ عورت کی حیثیت ایک محکوم کی سی ہے۔ جس کے معاشرتی اور معاشی حقوق سلب کر لیے گئے ہیں۔

ان تمام مسائل کے حل کے طور، جدید معاشرے میں جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے وہ بھی معاملات سلجھانے کی بجائے مزید الجھانے کا باعث بنتا ہے۔ ایک طرف سے یہ انتہاپسندانہ نقطہ نظر اختیار کر لیا جاتا ہے کہ عورت ہر ذمہ داری اور بندھن سے آزاد ہے۔ بیرون خانہ اجتماعی سرگرمیوں میں حصے لینے اور مردوں کے ساتھ آزادانہ اختلاط اور میل جول کی اسے کھلی چھٹی ہے۔ دفتروں، کارخانوں، تجارتی اداروں صنعتی مرکزوں تفریح گاہوں اور قص وسرود کی محفلوں میں مردوں کے دوش بدوش وہ جہاں چاہے بلا روک ٹوک آجاسکتی ہے۔ کسب معاش کے تمام دروازے اس پر کھلے ہیں۔ ملکیت، وراثت، شادی بیاہ، طلاق وعلیحدگی میں اسے سب برابر حقوق حاصل ہیں۔

پہلی انتہا میں عورت بالکل پس کر رہ گئی ہے دوسری انتہا میں عورت اپنے وظائف فطری یعنی پیدائش اور پرورش اولاد کے اولین فرائض سے دور ہٹتی جاری ہے۔ فطری تقاضوں کے برعکس مرد وزن دونوں یکساں نوعیت کے افعال میں جت گئے ہیں، خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر گیا ہے، محبت اتفاق اور اعتماد کی جگہ شکوک وشبہات اور بے اعتمادی نے لے لی ہے اور یوں اب طلاق کی شرح حد سے بڑھ گئی ہے۔

اسلامی نظریہ حیات:

واضح طور نظر آرہا ہے کہ موجودہ دور کی عورت نے اسلام کے دیے ہوئے عزت وتکریم کے مقام کو خود اپنے ہاتھوں سے کھو دیا ہے۔ اسلام نے عورت کو گھر کے معمولات، بچوں کی اخلاقی تربیت، امورِ خانہ داری اور شوہر کی خدمت کی ذمہ داریاں سونپی تھیں مگر عورت نے اس کو اپنی آزادی پر قدغن سمجھا۔ اسلام نے عورت کو جس مقام وحیثیت، خاندان، معاشرے اور تمدن میں اس کا کردار، اعلیٰ وارفع اصولوں، اسلامی تعلیمات اور قوانین سے نوازا تھا، عورت نے اس کو قابلِ اعتنا ہی نہ سمجھا، بلکہ ان اعلیٰ قدروں کو غیر معتبر جانتے ہوئے حقیر وکم تر سمجھ لیا۔ جبکہ ازدواج کا تعلق مودّت و رحمت کی بنیاد پر ہے۔ تاکہ خانگی زندگی میں راحت ومسرت اور سکون وآرام حاصل ہو سکے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾[19]

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے خود تم ہی سے جوڑے پیدا کیے ہیں تا کہ ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی ہے۔

قرآن کریم میں زوجین کو ایک دوسرے کا لباس سے تعبیر کیا ہے کیونکہ لباس جسم کی پردہ پوشی کرتا ہے اور خارجی اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے لباس کو زوجین کے لئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾[20]

ترجمہ: وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے۔

یعنی جس طرح لباس اور جسم کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہ سکتا، بلکہ دونوں کا باہمی تعلق و اتصال بالکل غیر منفک ہوتا ہے، اسی طرح تمہارا اور تمہاری بیویوں کا تعلق بھی ہے۔

اسلام نے عورت اور مرد کو اعتدال و توازن پر مبنی ایک ایسا سماجی مقام اور نظام دیا جس میں دونوں کی فطرت کا خیال رکھا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ﴾[21]

ترجمہ: عورتوں کے مردوں پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر اچھے سلوک کے ساتھ۔

احادیث مبارکہ میں بھی عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایت دی گئی۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي))[22]

ترجمہ: تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں، تم میں سے سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔

ساتھ ہی اسلام نے مردوں کو عورتوں پر تشدد کرنے سے بھی واضح الفاظ میں منع کر دیا۔ جیسا کہ سلمان بن عمرو بن احوص کہتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی راوی نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ، لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ، إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا، أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلَا يَأْذَنَّ

فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ، أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَمَعْنَى قَوْلِهِ: عَوَانٌ عِنْدَكُمْ يَعْنِي: أَسْرَى فِي أَيْدِيكُمْ))[23]

(خبر دار میں تمہیں عورتوں کے حق میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ تمہارے پاس قید ہیں اور تم ان پر اس کے علاوہ کوئی اختیار نہیں رکھتے کہ ان سے صحبت کرو البتہ یہ کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب ہو تو انہیں اپنے بستر سے الگ کر دو اور ان کی معمولی پٹائی کرو پھر اگر وہ تمہاری بات ماننے لگے تو انہیں تکلیف پہنچانے کے راستے تلاش نہ کرو جان لو کہ تمہارا تمہاری بیویوں پر اور ان کا تم پر حق ہے تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر ان لوگوں کو نہ بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو بلکہ ایسے لوگوں کو گھر میں داخل نہ ہونے دیں اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں بہترین کھانا اور بہترین لباس دو۔)

چونکہ عورتوں کو مارنا، اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور نافرمانی کی صورت میں عورت کو سمجھانے کے لئے سب سے پہلے وعظ و نصیحت کی جائے اس کے بعد ان سے وقتی اور عارضی علیحدگی ہے۔ اس سے بھی نہ سمجھے تو ہلکی سی مار کی اجازت ہے۔ لیکن یہ مار وحشیانہ اور ظالمانہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس ظلم کی اجازت کسی مرد کو نہیں دی۔

اسی طرح اسلام نے دونوں کے دائرہ کار متعین کر دیے اور اسی کے مطابق انہیں ذمہ داریوں سے نوازا، ساتھ ہی واضح کر دیا کہ ہر کوئی اپنے عمل کا ذمہ دار ہے اور اس سے اسی کے مطابق باز پرس کی جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (24)

(جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے انکے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔)

متعدد مقامات پر قرآن نے خواتین کا ذکر بالخصوص کیا ہے۔ مثلاً سورہ احزاب کی آیت 35 میں نیک صفت مردوں کے ساتھ نیک صفت خواتین کا الگ سے ذکر کر کے یقین دلایا گیا ہے کہ اعمال صالحہ پر جیسا اجر مردوں کو ملے گا ویسے ہی اجر خواتین کو بھی ملے گا اور کسی بھی صنفی امتیاز کی وجہ سے اس دنیا میں نہ کسی قسم کا امتیازی سلوک ان سے کیا جائے گا اور نہ ہی مردوں سے مختلف ہونے کی وجہ سے تشدد کا راستہ کھولا جائے گا۔ اور جنت کا حصول اور تقرب الٰہی کسی صنفی امتیاز کی بدولت نہیں حاصل ہو گا اور نہ قیامت میں جزا اور سزا اس بنیاد پر ہو گی بلکہ اس تمام کا انحصار انسان کے ایمان اور عمل خیر پر ہو گا۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ سورۃ محمد:

2۔ سورۃالمائدۃ:5/44

3۔ المفردات فی غریب القرآن ،امام راغب اصفہانی ، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ البابی مصر ،ھ ، ص: ، لسان العرب ، علامہ ابن منظور افریقی ، دار احیاءالتراث العربیۃ،طبعۃ ثالثہ ،ھ ،ص:7/56؛نیز دیکھئے قاموس الوحید، مولاناوحیدالزماں قاسمی کیرانوی، ادارہ اسلامیات کراچی ،ھ ،ص: ۸۴۹

4۔ لوئیس معلوف، المنجد، ص:558 مکتبہ الکاثولیکیہ 1951ء، بیروت

5۔ القشیری، امام مسلم بن الحجاج، المسند الصحیح، باب فضل الرفق، دار احیاءالتراث، بیروت، 2003ء، ص:4/45

6۔ Oxford Advanced Learner's Dictionary, OU P, 2005, p:.1445

7۔ Encyclopaedia of Social Sciences, Macmillan, New York:1959 vol: xv, p :246

8۔ www.who.int/violenceprevention/approach/definition/en/index.hotmail, date: 5-22-2012, time: 10:30, pm, P:1

9۔ www.unece.org/stats/gender/vaw/about.html, Retrieved on:5-23-2018, at 11:30 am

10۔ www.gov.nl.ca/vpI/types, Retrieved on:5-23-2018

11۔ Daily Dawn Islamabad , 13 April 2018

12۔ Daily Dawn Islamabad, Dec 12, 2015

13۔ ماہنامہ، جہد حق، جلد:26، شمارہ:11، نومبر 2019ء، ص:20

14۔ سورۃ النحل:16/۵۸۔۵۹

15۔ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال، ۲۰۱۳ء، HRPC ، ص:۲۱۰

16۔ ماہنامہ، جہد حق، جلد:26، شمارہ:11، نومبر 2019ء، ص:20

17۔ عورت خاندان اور ہمارا معاشرہ، مرتب: خالد رحمن، سلیم منصور خالد، مضمون: زوجین میں علیحدگی، شریعت اور ملکی قانون، شگفتہ عمر، ص:94

18۔ Human Rights Watch, World Report, 2019, Pakistan

19۔ سورۃالروم:30/21

20۔ سورۃالبقرۃ:2/187

21۔ سورۃالبقرۃ:2/228

22۔ الترمذی، السنن، کتاب **الْمَنَاقِبِ، بَابٌ فِي فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ**، حدیث:3895، ص:5/709

23۔ ایضاً، **بَابُ مَاجَاءَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا**، حدیث:1163، ص:3/459

24۔ سورۃ النحل:16/97